فہمُ القُرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سُورۃُ النِّساء

آیات ۷۱ تا ۷۴

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا خُذُوۡا حِذۡرَکُمۡ فَانۡفِرُوۡا ثُبَاتٍ اَوِ انۡفِرُوۡا جَمِیۡعًا ۝ وَاِنَّ مِنۡکُمۡ لَمَنۡ لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنۡ اَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ اِذۡ لَمۡ اَکُنۡ مَّعَہُمۡ شَہِیۡدًا ۝ وَلَئِنۡ اَصَابَکُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوۡلَنَّ کَاَنۡ لَّمۡ تَکُنۡۢ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَہٗ مَوَدَّۃٌ یّٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ مَعَہُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۝ فَلۡیُقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یَشۡرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا بِالۡاٰخِرَۃِ ؕ وَمَنۡ یُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیُقۡتَلۡ اَوۡ یَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ۝

ن ف ر

نَفَرَ۔ یَنۡفِرُ (ض) نَفۡرًا: (۱) کسی اہم کام کے لیے نکلنا، جیسے سفر یا جنگ کے لیے۔ ﴿وَقَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِی الۡحَرِّ ؕ قُلۡ نَارُ جَہَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ﴾ (التوبۃ: ۸۱) ”اور انہوں نے کہا مت نکلو گرمی میں۔ آپ کہہ دیجیے جہنم زیادہ سخت ہے بلحاظ گرمی کے۔“ (۲) نَفَرَ عَنۡہُ: کسی چیز سے دور بھاگنا، بدکنا، نفرت کرنا۔

اِنۡفِرۡ (فعل امر): تو نکل۔ آیت زیر مطالعہ۔

نُفُوۡرٌ (نَفَرَ یَنۡفِرُ سے مصدر): انتہائی بیزاری، نفرت۔ ﴿وَمَا یَزِیۡدُہُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ۝۴۱﴾ (بنی اسراءیل) ”اور یہ زیادہ نہیں کرتا ان کو مگر نفرت میں۔“

نَفَرٌ: کسی کام کے لیے نکلنے والی چھوٹی جماعت۔ پھر ہر چھوٹی جماعت کے لیے عام ہے: ﴿وَاِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَیۡکَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ﴾ (الاحقاف: ۲۹) ”اور جب ہم نے پھیرا آپ کی طرف جنوں میں سے ایک جماعت کو۔“

نَفِیۡرٌ: مستقل جماعت، جتھا۔ ﴿وَاَمۡدَدۡنٰکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِیۡنَ وَجَعَلۡنٰکُمۡ اَکۡثَرَ نَفِیۡرًا ۝۶﴾ (بنی اسرائیل)

”اور ہم نے تمہاری مدد کی مال سے اور بیٹوں سے اور ہم نے کر دیا تم کو سب سے زیادہ بطور جتھے کے۔“

اِسْتَنْفَرَ ۔ یَسْتَنْفِرُ (استفعال) اِسْتِنْفَارًا : ڈر کر بھاگ جانا‘ بدکنا۔

مُسْتَنْفِرٌ (اسم الفاعل) : بدکنے والا۔ ﴿کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَۃٌ ﴿۵۰﴾﴾ (المدثّر) ”گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں۔“

ث ب ی

ثَبٰی ۔ یَثْبِیْ (ض) ثَبْیًا : جمع کرنا‘ اکٹھا کرنا۔

ثُبَۃٌ ج ثُبَاتٌ : اکٹھا کیا ہوا گروہ‘ جماعت‘ آیت زیر مطالعہ۔

ب ط ء

بَطُؤَ ۔ یَبْطُؤُ (ک) بِطَاءً : سست ہونا‘ دیر لگانا۔

بَطَّأَ ۔ یُبَطِّؤُ (تفعیل) تَبْطِیْئًا : (۱) عمداً دیر لگانا۔ (۲) دوسروں کو سست کرنا‘ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ”ثُبَاتٍ“ اور ”جَمِیْعًا“ دونوں حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ ”شَھِیْدًا“ ”کَانَ“ کی خبر ہے۔ ”لَیَقُوْلَنَّ“ کا مقولہ ”یٰلَیْتَنِیْ“ سے ”فَوْزًا عَظِیْمًا“ تک ہے۔ درمیان میں ”کَاَنْ لَّمْ“ سے ”مَوَدَّۃٌ“ تک جملہ معترضہ ہے۔ ”مَوَدَّۃٌ“ مبتدأ مؤخر نکرہ ہے اور ”تَکُنْ“ کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوا ہے‘ جبکہ اس کی خبر ”مَوْجُوْدًا“ محذوف ہے۔ ”فَاَفُوْزَ“ کا فا سببیہ ہے جس نے مضارع کو نصب دی ہے۔ ”فَلْیُقَاتِلْ“ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل ”اَلَّذِیْنَ“ ہے۔ ”وَمَنْ یُّقَاتِلْ“ کا ”مَنْ“ شرطیہ ہے اور ”یُقَاتِلْ“ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ ”نُؤْتِیْہِ“ جواب شرط ہے‘ لیکن ”سَوْفَ“ آ جانے کی وجہ سے مجزوم نہیں ہوا۔ اگر ”سَوْفَ“ نہ آتا تو پھر یہ مجزوم ہو کر ”نُؤْتِہٖ“ آتا۔

ترجمہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ : اے لوگو جو
اٰمَنُوْا : ایمان لائے
خُذُوْا : تم لوگ پکڑو
حِذْرَکُمْ : اپنے بچاؤ کے ہتھیار کو
فَانْفِرُوْا : پھر تم لوگ نکلو
ثُبَاتٍ : گروہ در گروہ
اَوِ : یا
انْفِرُوْا : تم لوگ نکلو
جَمِیْعًا : سب اکٹھا
وَاِنَّ : اور یقیناً
مِنْکُمْ : تم میں سے
لَمَنْ : وہ بھی ضرور ہے جو
لَّیُبَطِّئَنَّ : لازماً دیر لگائے گا
فَاِنْ : پھر اگر
اَصَابَتْکُمْ : آن لگی تم کو
مُّصِیْبَۃٌ : کوئی مصیبت
قَالَ : تو وہ کہے گا
قَدْ اَنْعَمَ : انعام کیا ہے
اللّٰہُ : اللہ نے
عَلَیَّ : مجھ پر

اِذْ : جب
مَّعَهُمْ : ان کے ساتھ
وَلَئِنْ : اور البتہ اگر
فَضْلٌ : کوئی فضل
لَيَقُوْلَنَّ : تو وہ لازماً کہے گا
لَّمْ تَكُنْ : تھی ہی نہیں
وَبَيْنَهٗ : اور اس کے درمیان
يٰلَيْتَنِيْ : اے کاش
مَعَهُمْ : ان کے ساتھ
فَوْزًا عَظِيْمًا : ایک شاندار کامیابی
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں
يَشْرُوْنَ : بیچ دیا
بِالْاٰخِرَةِ : آخرت کے بدلے
يُّقَاتِلْ : جنگ کرے گا
فَيُقْتَلْ : پھر وہ قتل کیا گیا
يَغْلِبْ : غالب آیا
نُؤْتِيْهِ : ہم دیں گے اس کو

لَمْ اَكُنْ : میں نہیں تھا
شَهِيْدًا : موقع پر موجود
اَصَابَكُمْ : آن لگے تم کو
مِّنَ اللّٰهِ : اللہ (کے پاس) سے
كَاَنْ : جیسے کہ
بَيْنَكُمْ : تمہارے درمیان
مَوَدَّةٌ : کوئی خیر خواہی
كُنْتُ : میں ہوتا
فَاَفُوْزَ : تب تو میں کامیابی پاتا
فَلْيُقَاتِلْ : پس چاہیے کہ جنگ کریں
الَّذِيْنَ : وہ لوگ جنہوں نے
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا : دنیا کی زندگی کو
وَمَنْ : اور جو
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں
اَوْ : یا
فَسَوْفَ : تو عنقریب
اَجْرًا عَظِيْمًا : ایک شاندار بدلہ

آیات ۷۵۔۷۶

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (۷۵) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا (۷۶)

ترکیب : ''فِيْ سَبِيْلِ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ'' حالت جر میں آیا ہے اور یہ اسم المفعول ہے۔ ''مِنْ'' بیانیہ ہے۔ ''اَلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ'' شرح ہے ''اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ'' کی۔ ''كَانَ ضَعِيْفًا'' آفاقی صداقت کا بیان ہے اس لیے ''كَانَ'' کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ:

وَمَا لَكُمْ : تمہیں کیا ہے
لَا تُقَاتِلُوْنَ : (کہ) تم لوگ جنگ نہیں کرتے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ : اللہ کی راہ میں
وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ : اور کمزور کیے ہوئے لوگوں کے لیے
مِنَ الرِّجَالِ : مردوں میں سے
وَالنِّسَآءِ : اور عورتوں میں سے
وَالْوِلْدَانِ : اور بچوں میں سے
الَّذِیْنَ : جو لوگ
یَقُوْلُوْنَ : کہتے ہیں
رَبَّنَآ : اے ہمارے ربّ
اَخْرِجْنَا : تو نکال ہم کو
مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ : اس بستی سے
الظَّالِمِ : ظالم ہیں
اَھْلُھَا : جس کے لوگ
وَاجْعَلْ : اور تو بنا
لَّنَا : ہمارے لیے
مِنْ لَّدُنْکَ : اپنے پاس سے
وَلِیًّا : کوئی کارساز
وَّاجْعَلْ : اور تو بنا
لَّنَا : ہمارے لیے
مِنْ لَّدُنْکَ : اپنے پاس سے
نَصِیْرًا : کوئی مددگار
اَلَّذِیْنَ : جو لوگ
اٰمَنُوْا : ایمان لائے
یُقَاتِلُوْنَ : وہ لوگ جنگ کرتے ہیں
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ : اللہ کی راہ میں
وَالَّذِیْنَ : اور جنہوں نے
کَفَرُوْا : کفر کیا
یُقَاتِلُوْنَ : وہ لوگ جنگ کرتے ہیں
فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ : طاغوت کی راہ میں
فَقَاتِلُوْٓا : پس تم لوگ جنگ کرو
اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ : شیطان کے کارندوں سے
اِنَّ : یقیناً
کَیْدَ الشَّیْطٰنِ : شیطان کی چالبازی
کَانَ ضَعِیْفًا : کمزور (ہوتی) ہے

نوٹ ۱ : تاریخ انسانیت شاہد ہے کہ اس دنیا میں انسانوں کی محدود بصیرت اور خواہشاتِ نفس پر مبنی جب بھی کوئی سوشل آرڈر رائج ہوا ہے تو اس کا نتیجہ وہ نکلا ہے جس کی طرف زیر مطالعہ آیت ۷۵ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان انسان پر بالادستی حاصل کر لیتا ہے۔ ایک طبقہ دوسرے طبقے کو زمین کے ذرائع اور وسائل سے محروم کر دیتا ہے اور معاشرے میں انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض کا توازن بگڑ جاتا ہے، جسے قرآن میں فساد کہا گیا ہے۔

آیت ۷۶ میں بتایا گیا ہے کہ طاغوتی طاقتوں نے ہمیشہ اپنے خودساختہ سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کی ہے، آج بھی کر رہی ہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گی۔ اہل ایمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس سوشل آرڈر کی برتری کے لیے جنگ کریں جو انسان کے مصوّر (designer) اور خالق کا دیا ہوا ہے، جس میں معاشرے کے ہر طبقے کے حقوق و فرائض کے توازن کی ضمانت ہے اور یہی توازن دنیا میں حقیقی امن و سکون کا ضامن ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت ۷۶ میں اس آفاقی صداقت کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ شیطان کی سکھائی ہوئی طاغوتی چالیں ہمیشہ

کمزور رہی ہیں اور کمزور رہیں گی' البتہ اس کے لیے دو شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اولاً یہ کہ یہ چالیں اہل ایمان کے مقابلے پر ہوں اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے سوشل آرڈر کی برتری کے خلاف ہوں۔ ان دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی اگر فوت ہو جائے تو پھر شیطان کی تدبیر کا کمزور ہونا ضروری نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ ۲: دونوں شرائط کی موجودگی میں بھی مذکورہ صداقت کے صحیح ادراک کے لیے ذہن میں یہ پہلو بھی واضح ہونا چاہیے کہ شیطانی چالوں کا کمزور ہونا فوری نتائج کے اعتبار سے نہیں بلکہ انجام کار کے لحاظ سے ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اللہ کے دین (سوشل آرڈر) کی سربلندی کے لیے لڑی جانے والی کچھ جنگوں میں اہل ایمان نے ہار کر بھی بازی جیتی ہے۔ جنگ احد کی شکست فتح مکہ پر منتج ہوئی ہے۔ جنگ موتہ میں رومیوں کی فتح ان کی ایمپائر کے زوال کا سبب بنی ہے۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور میں مذکورہ دونوں شرطیں پوری طرح موجود نہیں تھیں' پھر بھی شیطان کو اس نام نہاد خلافت کا وجود گوارا نہ تھا۔ اس نے تاتار کے ہاتھوں اسے ختم کرانے کی تدبیر کی اور اللہ نے اس کی تدبیر کو کامیاب ہونے کی اجازت عطا فرمائی۔ اس وقت اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا' اور شیطان تو کیا جانتا کہ یہ بغداد کا تاراج ہونا دراصل خلافت عثمانیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب ہے۔ اس لیے طاغوت کی کسی وقتی کامیابی کو اس آفاقی صداقت کا استثنا قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

آیات ۷۷ تا ۷۹

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

ب ر ج

بَرِجَ ۔ يَبْرَجُ (س) بَرَجًا: (۱) خوبصورت آنکھوں والا ہونا۔ (۲) کسی چیز کا نمایاں ہونا' بلند ہونا۔

بُرْجٌ ج بُرُوْجٌ: (۱) گنبد' مینار' آیت زیر مطالعہ۔ (۲) آسمان میں سیاروں کی منزلیں: ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا﴾ (الحجر: ۱۶) ''اور ہم نے بنائی ہیں آسمان میں منزلیں۔''

تَبَرَّجَ ۔ يَتَبَرَّجُ (تفعل) تَبَرُّجًا: بتکلف خود کو نمایاں کرنا: ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾

(الاحزاب:۳۳) ''اور تم عورتیں خود کو نمایاں مت کرو' سابقہ جاہلیت کا نمایاں کرنا۔''

مُتَبَرِّجٌ (اسم الفاعل) : نمایاں کرنے والا: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ﴾ (النور:۶۰) ''تو نہیں ہے ان عورتوں پر کوئی گناہ کہ وہ اتار رکھیں اپنی اوڑھنیاں بغیر نمایاں کرنے والیاں ہوتے ہوئے زینت کو۔''

ش ی د

شَادَ ۔ يَشِيْدُ (ض) **شَيْدًا** : عمارت کو بلند کرنا' پلستر کر کے مضبوط کرنا' نقش و نگار بنا کر مزین کرنا۔

مَشِيْدٌ (**مَفْعِلٌ** کے وزن پر اسم الظرف) : پلستر کرنے یا نقش و نگار بنانے کی جگہ۔ پھر عام طور پر اسم المفعول کے معنی میں آتا ہے۔ مضبوط کیا ہوا' مزین کیا ہوا: ﴿فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ۝۴۵﴾ (الحج) ''تو وہ اوندھی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر' اور معطل کیے ہوئے کنویں اور مزین کیے ہوئے محل۔''

شَيَّدَ يُشَيِّدُ (تفعیل) **تَشْيِيْدًا** : کثرت سے مضبوط یا مزین کرنا۔

مُشَيَّدٌ (اسم المفعول) : خوب مضبوط کیا ہوا' آیت زیر مطالعہ۔

ف ق ھ

فَقِهَ ۔ يَفْقَهُ (س) **فِقْهًا** : کسی علم حاضر کے ذریعے اس کے علم غائب تک پہنچنا' بات کے ہر پہلو کا احاطہ کر کے سمجھنا' آیت زیر مطالعہ۔

تَفَقَّهَ ۔ يَتَفَقَّهُ (تفعل) **تَفَقُّهًا** : کسی چیز میں بتکلف سوجھ بوجھ حاصل کرنا: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ﴾ (التوبة:۱۲۲) ''پھر کیوں نہ نکلی ان کے ہر گروہ سے ایک جماعت تاکہ وہ لوگ سوجھ بوجھ حاصل کریں دین میں۔''

د ر ك

ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔

دَرَكٌ : کسی کا لاحق ہونا' پکڑے جانا: ﴿لَا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى۝۷۷﴾ (طٰہٰ) ''آپؑ کو خوف نہیں ہو گا پکڑے جانے کا اور نہ آپؑ کو ڈر ہو گا (ڈوبنے کا)۔''

دَرْكٌ : نشیب' گہرائی: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ﴾ (النساء:۱۴۵) ''یقیناً منافق لوگ سب سے نچلی گہرائی میں ہوں گے آگ میں سے۔''

اَدْرَكَ ۔ يُدْرِكُ (افعال) **اِدْرَاكًا** : کسی چیز کا اپنی غایت تک پہنچنا' جیسے پھل کا پکنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ (۱) پالینا۔ (۲) آ پکڑنا: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ﴾ (الانعام:۱۰۳) ''نہیں پاتیں اس کو آنکھیں اور وہ پالیتا ہے آنکھوں کو''۔ ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ (یٰسٓ:۴۰) ''سورج کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ آ پکڑے چاند کو۔''

مُدْرَكٌ (اسم المفعول) : پکڑا ہوا: ﴿قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ۝۶۱﴾ (الشعراء) ''کہا موسٰیؑ کے ساتھیوں نے بے شک ہم تو پکڑے ہوئے ہیں۔''

تَدَارَكَ۔ يَتَدَارَكُ (تفاعل) تَدَارُكًا اور اِدَّارُكًا: باہم ایک دوسرے کو پالینا' آ ملنا: ﴿حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْھَا جَمِیْعًا﴾ (الاعراف: ۳۸) ''یہاں تک کہ جب وہ لوگ آ ملے اس میں سب کے سب۔''

ترکیب: ''فَرِیْقٌ'' اسم الجمع ہے' اس لیے فعل ''یَخْشَوْنَ'' جمع آیا ہے۔ ''اَشَدَّ'' حال ہے ''خَشْیَةً'' اس کی تمیز ہے۔ ''تُظْلَمُوْنَ'' کا نائب فاعل ''وْ'' ضمیر ہے اور ''فَتِیْلًا'' تمیز ہے۔ ''اَیْنَ مَا'' شرطیہ ہے اور ''یُدْرِكْ'' اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ ''اَلْمَوْتُ'' اس کا فاعل ہے۔ ''فَمَالِ ھٰٓؤُلَاۗءِ'' دراصل ''فَمَا لِھٰٓؤُلَاۗءِ'' ہے۔ جیسے ''فَمَالَکُمْ'' یا ''فَمَالَنَا'' ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے کہ ''ھٰٓؤُلَاۗءِ'' کی لام جر کو ''فَمَا'' کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے۔ ''اَرْسَلْنَا'' کا مفعول اس کے ساتھ ضمیر ''كَ'' ہے اور ''رَسُوْلًا'' حال ہے۔

ترجمہ:

اَلَمْ تَرَ: کیا آپؐ نے غور نہیں کیا
اِلَی الَّذِیْنَ: ان لوگوں کی طرف
قِیْلَ: کہا گیا
لَھُمْ: جن سے
کُفُّوْٓا: کہ تم لوگ روکے رکھو
اَیْدِیَکُمْ: اپنے ہاتھوں کو
وَاَقِیْمُوا: اور قائم کرو
الصَّلٰوةَ: نماز کو
وَاٰتُوا: اور پہنچاؤ
الزَّکٰوةَ: زکوٰۃ کو
فَلَمَّا: پھر جب
کُتِبَ: فرض کیا گیا
عَلَیْھِمُ: ان پر
الْقِتَالُ: جنگ کرنے کو
اِذَا: تب ہی
فَرِیْقٌ: ایک فریق
مِّنْھُمْ: ان میں سے
یَخْشَوْنَ: ڈرتا ہے
النَّاسَ: لوگوں سے
کَخَشْیَةِ اللّٰہِ: اللہ سے ڈرنے کی مانند
اَوْ: یا
اَشَدَّ: زیادہ سخت ہوتے ہوئے
خَشْیَةً: بلحاظ ڈر کے
وَقَالُوْا: اور انہوں نے کہا
رَبَّنَا: اے ہمارے ربّ
لِمَ: کیوں
کَتَبْتَ: تو نے فرض کیا
عَلَیْنَا: ہم پر
الْقِتَالَ: جنگ کرنا
لَوْلَآ: کیوں نہیں
اَخَّرْتَنَآ: تو نے مؤخر کیا ہم کو
اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ: ایک قریبی مدت تک
قُلْ: آپؐ کہیے
مَتَاعُ الدُّنْیَا: دنیا کا سامان
قَلِیْلٌ: تھوڑا ہے
وَالْاٰخِرَةُ: اور آخرت
خَیْرٌ: بہتر ہے
لِّمَنِ: اس کے لیے جس نے
اتَّقٰی: تقویٰ کیا
وَلَا تُظْلَمُوْنَ: اور تم لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا

فَتِیْلاً : کسی دھاگے برابر بھی
اَیْنَ مَا : جہاں کہیں بھی
تَکُوْنُوْا : تم ہو گے
یُدْرِکْکُّمُ : آ ئے گی تم کو
الْمَوْتُ : موت
وَلَوْ : اور اگر
کُنْتُمْ : تم ہو
فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ : کسی انتہائی مضبوط گنبد میں
وَاِنْ تُصِبْهُمْ : اور اگر آ لگے ان کو
حَسَنَةٌ : کوئی بھلائی
یَّقُوْلُوْا : تو وہ کہتے ہیں
هٰذِهٖ : یہ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے ہے
وَاِنْ تُصِبْهُمْ : اور اگر آ لگے ان کو
سَیِّئَةٌ : کوئی برائی
یَّقُوْلُوْا : تو وہ کہتے ہیں
هٰذِهٖ : یہ
مِنْ عِنْدِكَ : آپؐ کے پاس سے ہے
قُلْ : آپؐ کہیے
كُلٌّ : سب کچھ
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ : اللہ کے پاس سے ہے
فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ : تو کیا ہے اس قوم کے لیے
لَا یَكَادُوْنَ : قریب نہیں ہے
یَفْقَهُوْنَ : کہ وہ سمجھیں
حَدِیْثًا : کوئی بات
مَآ اَصَابَكَ : جو آ لگے تجھ کو
مِنْ حَسَنَةٍ : کوئی بھی بھلائی
فَمِنَ اللّٰهِ : تو (وہ) اللہ کے پاس سے ہے
وَمَآ اَصَابَكَ : اور جو آ لگے تجھ کو
مِنْ سَیِّئَةٍ : کوئی بھی برائی
فَمِنْ نَّفْسِكَ : تو (وہ) تیرے نفس سے ہے
وَاَرْسَلْنٰكَ : اور ہم نے بھیجا آپؐ کو
لِلنَّاسِ : لوگوں کے لیے
رَسُوْلاً : رسول ہوتے ہوئے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ : اور کافی ہے اللہ
شَهِیْدًا : بطور گواہ

آیات ۸۰ تا ۸۳

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ﴿۸۰﴾ وَیَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَیَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ یَكْتُبُ مَا یُبَیِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾

ذ ی ع

ذَاعَ۔ یَذِیْعُ (ض) ذِیْعًا : کسی چیز کا پھیلنا‘ جیسے بدن میں کھجلی پھیلنا‘ بستی میں خبر پھیلنا۔

اَذَاعَ ۔ یُذِیْعُ (افعال) اِذَاعَۃً : خبر پھیلنا‘ راز فاش کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ن ب ط

نَبَطَ ۔ یَنْبُطُ و یَنْبِطُ (ن۔ض) نَبْطًا : کسی چیز سے پانی کا پھوٹ نکلنا۔

اِسْتَنْبَطَ یَسْتَنْبِطُ (استفعال) اِسْتِنْبَاطًا : کسی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنا۔ جیسے کنواں کھود کر پانی نکالنا۔ اجتہاد کر کے کسی بات کے باطن کو نمایاں کرنا۔ حقیقت معلوم کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ’’طَاعَۃٌ‘‘ اگر ’’یَقُوْلُوْنَ‘‘ کا مفعول ہوتا تو ’’طَاعَۃً‘‘ آتا‘ اس لیے یہ ’’یَقُوْلُوْنَ‘‘ کا مقولہ ہے اور direct tense میں آیا ہے۔ ’’بَیَّتَ‘‘ کا فاعل ’’طَآئِفَۃٌ‘‘ ہے جو عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کا فعل واحد مذکر کے صیغے میں بھی جائز ہے۔ ’’تَقُوْلُ‘‘ کا فاعل اس میں ’’ھِیَ‘‘ کی ضمیر ہے جو ’’طَآئِفَۃٌ‘‘ کے لیے ہے۔ ’’لَعَلِمَہٗ‘‘ میں لام جوابِ شرط کا ہے اور فعل ’’عَلِمَ‘‘ کا مفعول ’’ہٗ‘‘ کی ضمیر ہے‘ جبکہ اس کا فاعل ’’اَلَّذِیْنَ‘‘ ہے۔ ’’وَلَوْلَا‘‘ میں ’’لَوْ‘‘ شرطیہ ہے۔ ’’فَضْلُ اللّٰہِ‘‘ اور ’’رَحْمَتُہٗ‘‘ مبتدأ ہیں اور ان کی خبر محذوف ہے۔

ترجمہ:

مَنْ: جو
یُّطِعِ : اطاعت کرتا ہے
الرَّسُوْلَ : رسولؐ کی
فَقَدْ اَطَاعَ : تو اس نے اطاعت کی ہے
اللّٰہَ : اللہ کی
وَمَنْ: اور جو
تَوَلّٰی: منہ موڑتا ہے
فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ: تو ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو
عَلَیْھِمْ : ان پر
حَفِیْظًا: نگران بنا کر
وَیَقُوْلُوْنَ: اور وہ لوگ کہتے ہیں
طَاعَۃٌ: فرمانبرداری ہے
فَاِذَا: پھر جب
بَرَزُوْا: وہ نکلتے ہیں
مِنْ عِنْدِکَ: آپؐ کے پاس سے
بَیَّتَ: تو رات میں مشورہ کرتا ہے
طَآئِفَۃٌ : ایک گروہ
مِّنْھُمْ : ان میں سے
غَیْرَ الَّذِیْ: اس کے علاوہ جو
تَقُوْلُ: آپ کہتے ہیں
وَاللّٰہُ : اور اللہ
یَکْتُبُ : لکھتا ہے
مَا : اس کو جو
یُبَیِّتُوْنَ: وہ لوگ رات میں مشورہ کرتے ہیں
فَاَعْرِضْ : تو آپؐ اعراض کریں
عَنْھُمْ : ان سے
وَتَوَکَّلْ: اور بھروسہ کریں
عَلَی اللّٰہِ: اللہ پر
وَکَفٰی: اور کافی ہے
بِاللّٰہِ: اللہ

وَكِيْلًا: بطور کارساز کے
اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ: تو کیا یہ لوگ غور وفکر نہیں کرتے
الْقُرْاٰنَ: قرآن میں
وَلَوْ: اور اگر
كَانَ: وہ ہوتا
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ: غیر اللہ کے پاس سے
لَوَجَدُوْا: تو یہ پاتے
فِيْهِ: اس میں
اخْتِلَافًا كَثِيْرًا: بہت زیادہ اختلاف
وَاِذَا: اور جب بھی
جَآءَ: آتی ہے
هُمْ: ان کے پاس
اَمْرٌ: کوئی بات
مِّنَ الْاَمْنِ: امن میں سے
اَوِ الْخَوْفِ: یا خوف میں سے
اَذَاعُوْا: تو وہ لوگ چرچا کرتے ہیں
بِهٖ: اس کا
وَ: حالانکہ
لَوْ: اگر
رَدُّوْهُ: وہ لوٹا دیتے اس کو
اِلَى الرَّسُوْلِ: رسولؐ کی طرف
وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ: اور اختیار والوں کی طرف
مِنْهُمْ: اپنوں میں سے
لَعَلِمَهُ: تو علم حاصل کرتے اس کا
الَّذِيْنَ: وہ لوگ جو
يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ: حقیقت معلوم کر سکتے ہیں اس کی
مِنْهُمْ: ان میں سے
وَلَوْلَا: اور اگر نہ ہوتا
فَضْلُ اللّٰهِ: اللہ کا فضل
عَلَيْكُمْ: تم لوگوں پر
وَرَحْمَتُهٗ: اور اس کی رحمت
لَاتَّبَعْتُمُ: تو تم لوگ پیروی کرتے
الشَّيْطٰنَ: شیطان کی
اِلَّا قَلِيْلًا: سوائے تھوڑے سے لوگوں کے

نوٹ ۱: آیت ۸۲ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کا مطالبہ ہے کہ ہر انسان اس کے مطالب میں غور کرے۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ قرآن میں تدبر کرنا صرف اماموں اور مجتہدوں کا کام ہے۔ البتہ عام لوگوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ کسی عالم سے قرآن کو سبقاً سبقاً پڑھ لیں تا کہ غلط فہمی اور مغالطوں سے بچ سکیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کسی مستند تفسیر کا مطالعہ کریں اور جہاں کہیں کوئی شبہ پیش آئے تو اپنی رائے سے فیصلہ نہ کریں بلکہ کسی عالم سے رجوع کر لیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۲: آیت ۸۳ سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کے بغیر بیان نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کر دے۔ (بیان القرآن)

آیات ۸۴ تا ۸۷

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ

نَصِيبٌ مِّنۡهَا ۚ وَمَنۡ يَّشۡفَعۡ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنۡ لَّهٗ كِفۡلٌ مِّنۡهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ
مُّقِيۡتًا (٨٥) وَاِذَا حُيِّيۡتُمۡ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ اَوۡ رُدُّوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَسِيۡبًا (٨٦)
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجۡمَعَنَّكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيۡثًا (٨٧)

ح ر ض

حَرِضَ ۔ يَحۡرَضُ (س) حَرَضًا : کسی خرابی یا غم سے گھل جانا‘ کمزور ہونا۔

حَرَضٌ (صفت): کمزور‘لاغر۔ ﴿حَتّٰى تَكُوۡنَ حَرَضًا﴾ (یوسف: ۸۵) ”یہاں تک کہ آپؑ ہو جائیں لاغر۔“

حَرَّضَ ۔ يُحَرِّضُ (تفعیل) تَحۡرِيۡضًا : کمزوری دور کرنا‘ کسی کام پر ابھارنا‘ اُکسانا۔

حَرِّضۡ (فعل امر) : تو اکسا‘ آیت زیر مطالعہ۔

ق و ت

قَاتَ ۔ يَقُوۡتُ (ن) قَوۡتًا : غذا دینا‘ رزق دینا۔

قُوۡتٌ ج اَقۡوَاتٌ (اسم ذات): غذا‘ روزی: ﴿وَقَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا﴾ (حٰمٓ السجدة: ۱۰) ”اور مقدر کیں اس میں اس کی روزیاں۔“

اَقَاتَ ۔ يُقِيۡتُ (افعال) اِقَاتَةً : کسی چیز کو روزی بنانے کی قدرت رکھنا۔

مُقِيۡتٌ (اسم فاعل) : قدرت رکھنے والا‘ قادر۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ”لَا تُكَلَّفُ“ مضارع مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں ”اَنۡتَ“ کی ضمیر ہے اور ”نَفۡسَكَ“ مفعول ثانی ہے۔ ”اَشَدُّ“ افعل تفضیل ہے جبکہ ”بَاۡسًا“ اور ”تَنۡكِيۡلًا“ اس کی تمیز ہیں۔ ”مَنۡ يَّشۡفَعۡ“ شرط ہے اور ”يَكُنۡ لَّهٗ“ اس کا جواب شرط ہے۔ ”نَصِيۡبٌ“ اور ”كِفۡلٌ“ مبتدأ مؤخر نکرہ ہیں اور ”يَكُنۡ“ کے اسم ہیں۔ ان کی خبریں محذوف ہیں جو ”وَاجِبًا“ ہو سکتی ہیں‘ ”كَانَ“ کی خبر ”مُقِيۡتًا“ ہے۔ ”حُيِّيۡتُمۡ“ ماضی مجہول ہے۔ ”حَدِيۡثًا“ تمیز ہے ”اَصۡدَقُ“ کی۔

ترجمہ:

فَقَاتِلۡ: پس آپؐ جنگ کریں
فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ : اللہ کی راہ میں
لَا تُكَلَّفُ: آپؐ کو پابند نہیں کیا جاتا
اِلَّا: سوائے
نَفۡسَكَ: آپؐ کی ذات کے
وَ: اور
حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ: آپؐ اکسائیں مؤمنوں کو
عَسَى: قریب ہے
اللّٰهُ: اللہ
اَنۡ: کہ
يَّكُفَّ: وہ روک دے
بَاۡسَ الَّذِيۡنَ: ان لوگوں کی جنگ کو جنہوں نے
كَفَرُوۡا: کفر کیا
وَاللّٰهُ : اور اللہ
اَشَدُّ: زیادہ شدید ہے
بَاۡسًا: سختی کرنے میں
وَّ: اور
اَشَدُّ: زیادہ شدید ہے

تَنۡكِيۡلًا : عبرت ناک سزا دینے میں
شَفَاعَةً حَسَنَةً: کوئی اچھی سفارش
لَّهٗ : اس کے لیے
مِّنۡهَا : اس میں سے
شَفَاعَةً سَيِّئَةً : کوئی بری سفارش
لَّهٗ : اس کے لیے
مِّنۡهَا: اس میں سے
عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ : ہر چیز پر
وَاِذَا : اور جب بھی
بِتَحِيَّةٍ : کوئی سلام
بِاَحۡسَنَ مِنۡهَآ : اس سے زیادہ اچھے سے
اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ
عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ : ہر چیز پر
اَللّٰهُ : اللہ
اِلَّا: مگر
لَيَجۡمَعَنَّكُمۡ: وہ لازماً جمع کرے گا تم لوگوں کو
لَا رَيۡبَ: کوئی شک نہیں ہے
وَمَنۡ : اور کون
مِنَ اللّٰهِ : اللہ سے

مَنۡ يَّشۡفَعۡ: جو سفارش کرتا ہے
يَّكُنۡ: تو ہو جاتا ہے
نَصِيۡبٌ: ایک حصہ
وَمَنۡ يَّشۡفَعۡ: اور جو سفارش کرتا ہے
يَّكُنۡ: تو ہو جاتی ہے
كِفۡلٌ: ایک ذمہ داری
وَكَانَ اللّٰهُ : اور اللہ ہے
مُّقِيۡتًا: قدرت رکھنے والا
حُيِّيۡتُمۡ: تم لوگوں کو سلام کیا جائے
فَحَيُّوۡا: تو تم سلام کرو
اَوۡ رُدُّوۡهَا: یا لوٹا دو اس کو
كَانَ : ہے
حَسِيۡبًا: حساب لینے والا
لَآ اِلٰهَ: کوئی الٰہ نہیں ہے
هُوَ: وہ
اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ : قیامت کے دن کی طرف
فِيۡهِ: جس میں
اَصۡدَقُ : زیادہ سچا ہے
حَدِيۡثًا: بلحاظ بات کے

نوٹ۱: میدانِ اُحد سے مکہ واپس ہوتے ہوئے کفار اور مسلمانوں کے درمیان اگلے سال میدانِ بدر میں دوبارہ جنگ کرنے کا وعدہ ہوا تھا۔ وقت آنے پر اس کی تیاری میں کچھ مسلمانوں کو تامل تھا۔ اس وقت آیت ۸۴ نازل ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ میدانِ بدر میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کفارِ قریش کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ مقابلہ پر نہیں آئے۔ اس طرح اللہ نے ان کی جنگ کو روک دیا۔ (معارف القرآن)

عمومیت کے پہلو سے آج کل ہمارے لیے اس آیت میں یہ راہنمائی ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں سے مذاکرات اگر ناکام ہو جائیں تو ان کی جنگ کو روکنے کے لیے ان سے جنگ کی جائے‘ کیونکہ لوہا لوہے سے کٹتا ہے پھول کی پتی سے نہیں۔

نوٹ۲ : کوئی ہمارا مدّمقابل (competitor) اپنا کوئی کام اگر سفارش کے ذریعے نکلوا لیتا ہے تو ہم سفارش کرنے والے اور اسے قبول کرنے والے کو برا کہتے ہیں اور اگر کبھی ہمارا کوئی کام کسی کی سفارش سے نکل جائے تو ہم ان دونوں کو ثواب کی خوشخبری دیتے ہیں۔ کسی سفارش کے اچھے یا برے ہونے کا یہ معیار غلط ہے۔ اس لیے

ضروری ہے کہ جائز اور ناجائز سفارش کا فرق ہمارے ذہن میں واضح ہو۔ آیت ۸۵ کی تفسیر میں معارف القرآن میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

کسی سفارش کے اچھا یا جائز ہونے کے لیے شرط ہے کہ:

(۱) جس کی سفارش کی جائے اس کا مطالبہ حق اور جائز ہو۔

(۲) آپ اس کا مطالبہ متعلقہ حاکم تک پہنچا دیں۔

(۳) اس کا کوئی معاوضہ نہ لیں۔

(۴) سفارش قبول کرنے کے لیے متعلقہ حاکم پر کوئی دباؤ نہ ڈالیں۔ اور

(۵) حاکم جو بھی فیصلہ کرے اس پر راضی رہیں۔

ان شرائط کو پورا کرتے ہوئے سفارش کرنے والے کو ثواب ملے گا خواہ اس کی سفارش قبول ہو یا نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفارش کیا کرو، تمہیں ثواب ملے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ جو فیصلہ فرمائیں اس پر راضی رہو۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ وہ اپنے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لیں۔ بریرہؓ نے پوچھا کہ یہ حکم ہے یا سفارش؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حکم نہیں سفارش ہے! انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں یہ سفارش قبول نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ نے خوش دلی کے ساتھ ان کو ان کے حال پر رہنے دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی امداد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہے۔ اسی طرح کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے اللہ سے دعا مانگنا بھی شفاعت حسنہ میں داخل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ تیری بھی حاجت پوری فرمائے۔ (معارف القرآن)

اچھی اور بری سفارش کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کوشش سے جب کچھ لوگوں کو کسی نیکی کے کام پر آمادہ کرتا ہے، تو جب تک وہ لوگ نیکی کرتے رہیں گے، اسے اس میں حصہ ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کچھ لوگوں کو برائی پر آمادہ کرتا ہے، تو جب تک وہ لوگ وہ برائی کرتے رہیں گے، وہ برائی اس کے حصے میں بھی آتی رہے گی۔ لیکن اس کی وجہ سے نیکی یا برائی کرنے والوں کے اپنے ثواب یا سزا میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

نوٹ ۳: نزولِ قرآن کے وقت مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تعلقات نہایت کشیدہ ہو رہے تھے اور اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمان دوسرے لوگوں کے ساتھ کج خلقی سے نہ پیش آنے لگیں۔ اس لیے انہیں آیت ۸۶ میں ہدایت کی گئی کہ جو تمہارے ساتھ احترام کا برتاؤ کرے اس کے ساتھ تم بھی ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ احترام سے پیش آؤ۔ حق کی دعوت دینے والوں کے لیے ترش روی اور تلخ کلامی مناسب نہیں ہے۔ اس سے نفس کی تسکین ہوتی ہے مگر اس کے مقصد کو نقصان پہنچتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

آج کل مختلف مکاتبِ فکر کے مسلمان بھائی آپس میں تعلقات کشیدہ کر لیتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر غور کرنا چاہیے۔

* * *